خطبۂ حرم

سیدہ فاطمۃ الزہراء ...... خواتین کیلئے بہترین نمونہ

امام مسجد الحرام فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر خالد الغامدی حفظہ اللہ

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور یاد رکھو کہ وہ آپ کو دیکھتا ہے۔ اس کی عظمت وجلالت اپنے دل میں ہمیشہ تازہ رکھو۔ اللہ آپ سے آپ کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ کوئی اُسے عاجز نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس کی پکڑ سے بھاگ سکتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''جو شخص اللہ سے ڈرے اُس کے معاملہ میں وہ سہولت پیدا کر دیتا ہے۔'' [الطلاق:۴]

اے مسلمانو! بھلے اخلاق اور اعلیٰ انسانی اقدار پر امت اسلامیہ کے باشندوں کی تربیت، ان کیلئے اچھے، بااثر اور باکردار صالح نمونوں کی فراہمی اور ایسے نمونوں کے منہج اور طرز زندگی پر قائم رہنے کی تلقین معاشرے کی ایسی اہم بنیاد ہے کہ جس سے مسلمان معاشرے کی شناخت مضبوط ہوتی ہے اور ہر مسلمان اپنے دین اور اپنی تاریخ پر فخر کرنے لگتا ہے۔ آج ہمیں ایسے اخلاق اور کردار کی اشد ضرورت ہے۔

معاشرے کے سدھار، اس کے باشندوں کی تربیت اور اس کی تعمیر وترقی میں ہمیشہ سے رول ماڈل کی بڑی اہمیت رہی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو اولوالعزم انبیاء کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کی طرح صبر کیجیے۔ فرمان الٰہی ہے: ''اے محمد ﷺ! وہی لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے، انہی کے راستہ پر تم چلو۔'' [الانعام:۹۰]

قرآن کریم میں ایسے صالح کرداروں کا بھی ذکر آیا ہے کہ جو انسانیت کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ جیسا کہ انبیاء علیہم السلام، آل فرعون میں سے ایمان قبول کرنے والا بندہ، لقمان حکیم، مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی اور دیگر اہم کردار ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جن شاندار کرداروں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان میں افضل ترین کردار کے حامل ہمارے نبی مکرم ﷺ ہیں۔ آپ کے متعلق فرمایا: ''درحقیقت تم لوگوں کیلئے اللہ کے

رسول ﷺ میں ایک بہترین نمونہ تھا، ہر اُس شخص کیلئے جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔" [الاحزاب:۲۱]

نبی اکرم ﷺ کے تمام اقوال، چھوٹے بڑے افعال اور اخلاق ہمارے لیے بہترین نمونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کی پیروی کی نہ کوئی زمانے کے اعتبار سے قید ہے اور نہ جگہ کے اعتبار سے۔

رسول اللہ ﷺ کی بیویاں اور آپ کی اولاد بھی اسی نبوی کردار پر قائم رہی۔ نبی مکرم ﷺ نے خود اپنے اوپر اور اہل بیت پر درود بھیجنے کا حکم دیا۔ اس طرح نبی اکرم ﷺ کی اپنی ذات کے ساتھ آپ کا گھرانہ بھی لوگوں کیلئے بہترین نمونہ قرار پا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "نبی کریم ﷺ کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔" [الاحزاب:۳۲] اسی طرح فرمایا: "اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اہلِ بیت سے گندگی کو دُور کر دے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔" [الاحزاب:۳۳]

نبی اکرم ﷺ کے گھرانے میں سے قابل رشک نمونہ آپ کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا ہے۔ اللہ آپ سے اور آپ کی ماں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہو جائے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کردار کی بات کی جائے تو گفتگو میں ایسا لطف آنے لگتا ہے جیسا کثیر الثمر اور خوب شیریں پھلوں کے کھانے کا آتا ہے۔ ان کے متعلق ہونے والی گفتگو میں بھی بڑی مٹھاس اور تازگی ہوتی ہے، اس سے روح میں تازگی آ جاتی ہے اور نفس ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔ ان کا کردار غافلوں کو یاد دہانی کراتا ہے اور پکارتا ہے کہ ادھر آؤ، اس کردار کو اپنا لو کہ اسی میں خوبصورتی، کمال طہارت اور پاکیزگی ہے۔ یہی نبی کریم ﷺ کے کردار کی وارث ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے بڑی عمدگی سے چنا ہے، تاکہ وہ اخلاق، حیا اور اقدار سے خالی زمانوں میں بارش کے بابرکت قطروں کی طرح بن جائے اور شہوات اور شبہات کے صحرا میں حسین اور دلکش باغ بن جائے۔

اللہ نے اپنے کامل علم کی بنا پر سیّدہ کو منتخب فرمایا، پھر آپ کی شخصیت کو فضائل و کمالات سے بھر کے عزت اور شرف سے لبریز کیا۔ گھرانہ نبوت میں آپ کی پرورش ہوئی، اپنے عظیم باپ کے مدرسے میں پڑھیں، مشکاۃ نبوت سے فیض حاصل کیا، پھر اپنے شوہر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علم و دانائی سے فیض یاب ہوئیں اور بلند ترین مقام پایا، تعریف کے قابل ٹھہریں اور تاریخ نے سونے کے پانی سے ان کے کارنامے رقم کیے۔ اپنے رب کے ساتھ، والد کے ساتھ، شوہر کے ساتھ اور معاشرے کے ساتھ آپ کا بہترین رویہ اور شاندار کردار، تاریخ کا روشن صفحہ ہے۔ دنیا میں کون ہے جو اُن کی برابری کرے یا وہ کون سی عورت ہے جو اُن کے مقام کو پہنچ پائے؟

آپ بعثت سے ۵ سال پہلے مکہ میں پیدا ہوئیں، اسی بابرکت سال قریش کعبہ تعمیر کر رہے تھے۔ آپ کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قابل فخر کارنامے تاریخ میں رقم ہیں اور آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین بیوی تھیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور سب سے پیاری بیٹی تھیں۔ بچپن ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں اور کبھی دُور نہیں رہیں۔ آپ کی زندگی کے تمام بڑے بڑے واقعات میں شریک رہیں۔ اپنے والد کے شاندار کردار کی شاہد رہیں، آپ کی پریشانیوں اور غموں میں آپ کے ساتھ شریک رہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس سجدہ ریز تھے کہ مشرکین نے آپ کے سر پر اونٹنی کی بچے دانی ڈال دی تو سیدہ جلدی سے آئیں اور آپ کے سر سے اس گندگی کو ہٹا دیا۔ حالانکہ آپ اس وقت بہت چھوٹی عمر کی تھیں۔

غزوہ احد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر چوٹ آئی اور آپ کا خون بہنے لگا تو سیدہ ہی تھی کہ جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دھویا اور خون صاف کیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ مشرکین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر مٹی پھینک دی۔ سیدہ نے آپ کا سر صاف کیا اور رونے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دی اور کہا کہ بیٹی نہ رو کیونکہ اللہ آپ کے باپ کی مدد کرنے والا ہے۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سنتی رہیں یہاں تک کہ احادیث کے راویوں میں نمایاں نام کمایا۔ آپ کی روایت کردہ احادیث سنت کی کتابوں میں کثرت سے ملتی ہیں۔ آپ اخلاق و آداب نبوت پر قائم تھیں جب لوگ انہیں دیکھتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یاد آ جاتے۔ یہاں تک کہ آپ کے چلنے کا طریقہ بھی بالکل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو اٹھنے، بیٹھنے، بات کرنے کے طریقے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں پایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سیدہ کی خاص قدر تھی۔ جب بھی آپ سیدہ کو آتا دیکھتے تو اٹھ کر بڑی خوشی کے ساتھ استقبال کرتے، انہیں اپنے قریب بٹھاتے اور کہتے کہ خوش آمدید میری بیٹی۔ جب کسی سفر سے واپس آتے تو سیدہ کے گھر جاتے، انہیں سلام کرتے اور ان کیلئے دعا کرتے پھر اپنی بیویوں کے پاس جاتے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں سیدہ کی قدر جاننے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ نے سیّدہ کو، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اور سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو گلے لگایا، ان کے اوپر اپنی چادر ڈالی اور کہا: اے پروردگار! یہ میرے گھر والے ہیں ان سے گندگی دُور فرما اور انہیں مکمل طور پر پاکیزہ فرما۔ [جامع ترمذی، مسند احمد]

آپ کا مقام ومرتبہ اتنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا: فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جو چیز اسے ناگوار گزرتی ہے وہ مجھے بھی ناگوار گزرتی ہے اور جو چیز اسے اذیت دیتی ہے وہ مجھے بھی اذیت دیتی ہے۔[صحیح بخاری] ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: جو چیز اسے خوش کرتی ہے وہ مجھے بھی خوش کرتی ہے اور جو چیز اسے ستاتی ہے وہ مجھے بھی ستاتی ہے۔[مسند احمد]

سیدہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی نسل کو چلایا۔امام حاکمؒ اور امام بیہقیؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ کے نسب کے علاوہ باقی سب نسب کٹے ہوئے ہوں گے۔سیدہ کی شان اور مقام ومرتبہ اتنا بلند ہے کہ ایک روز نبی اکرم ﷺ پر آسمان سے ایک ایسا فرشتہ نازل ہوا جو اس سے پہلے کبھی نازل نہ ہوا تھا اور اس نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بشارت دی کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور ان کے دونوں بیٹے سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔نبی اکرم ﷺ نے سیّدہ کیلئے گواہی دی کہ وہ بہترین عورت ہیں۔مسند امام احمد کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کی افضل ترین عورتیں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی بیوی آسیہ ہیں۔''

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت میں ایسی خاصیتیں رکھی ہیں کہ جن کی بدولت وہ دنیا کی تمام اگلی پچھلی عورتوں کیلئے بہترین نمونہ بن گئی ہیں۔

ان فضائل کے ساتھ مزید یہ کہ سیدہ انتہائی عبادت گزار، روزے رکھنے والی اور تہجد گزار تھیں۔اللہ کے دیے پر قناعت کرنے والی اور زندگی کی سختیاں برداشت کرنے والی تھیں۔اپنے والد نبی کریم ﷺ کی فرمانبردار تھیں۔سنت کی پابند تھیں اور اپنے شوہر کا خاص خیال رکھنے والی اور ان کی اطاعت کرنے والی تھیں۔تاریخ نے ان کی کوئی غلطی یا کوتاہی محفوظ نہیں کی۔اللہ سے ڈرنے والی اور اللہ کو یاد رکھنے والی تھیں، حیا اور عفت کی چادر میں رہنے والی تھیں۔آپ رضی اللہ عنہا کی سیرت میں نہ کہیں وعدہ خلافی ملتی ہے نہ جھوٹ اور نہ کوئی دوسرا گناہ ملتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی سچی اور سیدھی بات کرنے والی عورت نہیں دیکھی۔سیدہ ہر ایک کے ساتھ اچھا تعلق رکھنے والی تھیں، سب کے تعلق کی قدر کرتیں اور لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آتیں۔حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ کی بیویوں کے ساتھ بھی۔آپ کی بیویاں

بھی سیدہ سے محبت کرتیں اور کبھی کسی معاملے میں سفارش کرنے کیلئے انہیں نبی اکرم ﷺ کے پاس بھیج دیتیں۔

اللہ کے بندو! سیدہ کی زندگی کا ایک روشن پہلو اور بڑا واقعہ سیدہ کی شادی کا ہے جسے تاریخ نے نور کے قلم سے لکھا ہے کیا آپ نے یہ واقعہ سنا ہے کہ یہ شادی کیسی تھی سیدہ کا حق مہر کتنا تھا اور آپ کا جہیز کیا تھا؟

یہ ایک ایسا واقعہ تھا کہ تاریخ نے اس جیسا کوئی دوسرا واقعہ نہیں دیکھا۔ یہ جنت کی عورتوں کی سردار کی شادی تھی، سیدالانبیاء کی بیٹی کی شادی تھی، سیّدہ کے دولہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے جو چوتھے خلیفہ راشدین اور بڑے صحابہ میں سے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ شادی انتہائی سادہ ہوئی اور آسانی سے گزر گئی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے غزوہ بدر کے بعد شادی کی۔ اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس حق مہر ادا کرنے کیلئے کوئی چیز نہ تھی تاہم نبی اکرم ﷺ نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ اپنی ڈھال بیچ کر حق مہر ادا کریں کہ جو انہیں غزوہ بدر میں ملی تھی۔ جب اسے بیچا گیا تو اس کی قیمت ۴۸۰ درھم بنی اور یہی سیدہ کا حق مہر ٹھہرا۔ پھر ایک بکری ذبح کر کے ولیمہ کیا گیا۔

جہاں تک جہیز کی بات ہے تو اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی چیزیں تیار کی تھیں۔ آپ کے بستروں اور سرہانوں میں کھجور کے درخت کی چھال بھری تھی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ولیمہ بھی کیا اور وہ اس دور کا بہترین ولیمہ تھا۔

جعفر بن محمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہوا تو مجھے وہاں پر صرف چند چیزیں نظر آئیں۔ بیٹھنے کیلئے تھوڑی ابھری ہوئی جگہ جس کے اوپر دنبے کی کھال بچھی ہوئی تھی، ایک تکیہ کہ جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری تھی، ایک مشک، چھانی، ایک تولیہ اور ایک کھلا برتن۔

یہ تھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی اور یہ تھا آپ کا گھر اور اس کا سامان۔ سردار دو عالم ﷺ کی بیٹی کے گھر کا سامان! اللہ کے بندو! شادی کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا قناعت پسند اور شوہر کے قریب رہنے والی اور اسے خوش رکھنے والی بیوی کا کردار اپنا گئیں۔ ان کے درمیان بھی ویسے ہی اختلافات ہو جاتے تھے جیسے زوجین کے درمیان ہو جایا کرتے ہیں مگر پھر بھی سیدہ کبھی ادب کا دامن نہ چھوڑتیں اور اپنے شوہر کے ساتھ ہمیشہ انتہائی ادب سے پیش آتیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی ان پر ظلم نہ کرتے بلکہ وہ بہت جلد آپس میں صلح کر لیتے کیونکہ ان کی بیوی انہیں انتہائی عزیز تھیں اور ان کے درمیان ایسا پیار تھا جو تمام تر اختلافات پر غالب آ جاتا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے سیدنا حسن، سیدنا حسین، سیدنا محسن، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہم سے نوازا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اہل بیت کے ساتھ رشتے داری بنانے کیلئے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے، بچوں کے اور گھر کے کام بھی خود ہی کرتیں۔ یہاں تک کہ گھر کے کام کاج کی کثرت سے ان کے ہاتھ پر زخم ہونے لگا۔ وہ تھک گئیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور درخواست کی کہ غنیمت کے مال سے انہیں ایک خادمہ دے دی جائے جو گھر کے کام کاج میں ان کی مدد کرے۔ مگر اللہ کے نبی نے انکار کر دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں اہل صفہ کو محروم کر کے تجھے نہیں دوں گا۔

اہل صفہ وہ فقیر لوگ تھے جن کے پاس رہنے کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ یہ سن کر سیدہ اپنے گھر لوٹیں تو پیچھے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آ گئے، وہاں علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ چند ہنسی مذاق کی باتیں کیں، پھر انہیں بتایا کہ اگر وہ سونے سے پہلے ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیں تو یہ عمل ان کیلئے خادم رکھنے سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوگا۔

سیدہ اس پر راضی ہوگئیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لی۔ باقاعدگی سے یہ ذکر کرتی رہیں اور اس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص صبر وتحمل اور توانائی عطا فرما دی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی مسلسل یہ ذکر کرتے رہے حتیٰ کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ صفین کی رات بھی انہوں نے یہ ذکر نہیں چھوڑا تھا۔ اسی لیے آپ طاقتور بندوں میں شمار ہوتے اور ظاہر ہے کہ یہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا صلہ ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دنیا میں عزت اور شرف کے تین سورج طلوع ہوتے ہیں۔ وہ کس کی بیٹی ہیں؟ کس کی بیوی ہیں؟ اور کس کی ماں ہیں؟ کون ہے جو کہ ان کے باپ کے برابر ہو سکے؟ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ دنیا کی تمام عورتوں کیلئے ایک نمونہ ہیں۔

دوسرا خطبہ

حمد وصلوٰۃ کے بعد:

اے مسلمانو! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے واقعات پڑھ کر انسان کو تعجب ہوتا ہے اور ان کی زندگی پر رشک آتا ہے۔ ہم یہاں پر ایک ایسے واقعے کا ذکر کرتے ہیں کہ جس کا سیدہ کے نفس اور روح پر بہت بڑا اثر پڑا تھا، جس کی وجہ سے وہ خاصی پریشان ہوگئی تھیں جب کہ وہ صبر کرنے والی اور اللہ سے اجر کی توقع رکھنے والی

تھیں۔ مگر یہ واقعہ تھا ہی بہت بڑا اور یہ مصیبت ان کیلئے اور تمام مسلمانوں کیلئے انتہائی سخت تھی۔ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ہے۔ یہ المناک واقعہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت شروع ہوئی اور جو بالآخر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا سے لے گئی، زمین و آسمان کا رابطہ ٹوٹ گیا اور ساری دنیا رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہوگئی۔ یہ بیماری سن ۱۱ ہجری، ربیع الاول کے پہلے دنوں میں شروع ہوئی۔ آپ کو سخت بخار ہوگیا اور شدید سر درد ہونے لگا۔ یہ اس زہر آلود کھانے کا نتیجہ تھا جو یہودی عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں کھلا دیا تھا۔ آپ کا فرمان ہے: ''اس کھانے کا درد میں برابر محسوس کر رہا ہوں جو میں نے غزوہ خیبر کے وقت کھایا تھا۔ اس وقت میں اس زہر کے سبب اپنی شہ رگ کٹتی ہوئی محسوس کرتا ہوں۔'' [صحیح بخاری]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً دس دنوں تک بیمار رہے۔ کبھی آپ کا درد بہت بڑھ جاتا اور کبھی آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔ آپ کی بیٹی آپ کے پاس جاتی اور دیکھتی کہ ان کے والد بڑی تکلیف میں ہیں تو کہتیں: ہائے! میرے باپ کی مصیبت! آپ بیدار ہوتے تو فرماتے: آج کے بعد تیرے والد پر کوئی مصیبت نہیں آئے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں سیدہ کے کان میں ایک بات کی تو وہ رونے لگیں، پھر کان میں دوسری بات کی تو مسکرانے لگیں۔ پہلی بات یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی بیماری میں فوت ہو جائیں گے اور دوسری بات یہ تھی کہ آپ کے بعد آپ کے گھر والوں میں سے سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان سے جا ملیں گے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو دفن کر دیا۔ سیدہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کا دل کیسے کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈال دو؟

آپ کی وفات کے بعد سیدہ چھ مہینے تک زندہ رہیں۔ اس دوران وہ انتہائی پریشان اور غمزدہ رہیں۔ صدمے کی وجہ سے پانی میں نمک کی طرح گھلتی جا رہی تھیں۔ زندگی کی خوشیاں جاتی رہیں، مزہ ختم ہوگیا اور ان کا نرم دل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی برداشت نہ کر پایا تو اسی سال منگل ۳ رمضان المبارک کو وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئیں جبکہ ان کی عمر ابھی ۲۹ سال تھی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ عمیس رضی اللہ عنہا نے انہیں غسل دیا اور کفن پہنایا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت خود انہیں جنت البقیع کی قبر میں اتارا۔ اے مسلمانو! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حیا، پردہ اور پاکدامنی میں ایک بہترین مثال تھیں۔ اپنی زندگی میں بھی اور اپنی موت کے وقت بھی۔

سیّدہ اتنی باحیا عورت تھیں کہ وہ اس چیز کو انتہائی ناپسند کرتی تھیں۔ ان کی تمنا تھی کہ کوئی ایسی چیز ہو جس سے عورت اپنے جنازے میں بھی بے پردہ نہ ہو۔ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے انہیں مشورہ دیا کہ حبشیوں کی طرح عورت کے جنازے کے اوپر کھجور کے درخت کے پتے گول کر کے ڈال دیئے جائیں اور پھر ان کے اوپر ایک کپڑا پھیلا دیا جائے۔ عورت اس کے نیچے ہوگی اور اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آپائے گا۔ یہ سن کو وہ خوش ہوگئیں اور کہنے لگیں: اسماء تو نے مجھ پر پردہ ڈالا ہے اللہ تمہارے گناہوں پر پردہ ڈالے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا وہ پہلا جنازہ تھا کہ جس کے اوپر کھجور کے درخت کے پتوں کو گول کر کے رکھا گیا تھا اور اس کے اوپر کپڑا پھیلا دیا گیا تھا اور آج تک ہم یہی طریقہ دیکھتے ہیں۔ کتنی بابرکت عورت تھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی زندگی میں بھی اور اپنی موت کے بعد بھی امت کیلئے کتنی فائدہ مند ثابت ہوئیں!

اے امت اسلام! سیدہ واقعی حقدار ہے کہ وہ ساری دنیا کی عورتوں کیلئے نمونہ بن جائے، حیاء اور پاک دامنی میں رول ماڈل بن جائیں۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی محفلوں کو اور علمی مجلسوں کو ان کے ذکر سے معطر کریں، تعلیم وتربیت کے نصاب میں ان کے واقعات شامل کریں، تاکہ ہمارے بچوں کیلئے بھی رول ماڈل اور بہترین نمونہ بن جائیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم سیدہ کا حق جانیں، ان کی قدر کریں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ تاہم ان کے مرتبے کو حقیقی مرتبے سے بڑھانا درست نہیں۔ اس کے ایسے فضائل گھڑ لینا کہ جن کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہرگز درست نہیں۔ بہت سے لوگوں نے ان کے بارے میں بہت جھوٹ بولا، ان کے اوپر خواہ مخواہ کی افتراء پردازیاں کیں، ان کے شوہر اور ان کی اولاد پر بھی بہت بہتان باندھے۔ درست طریقہ درمیانی راہ اپنانا ہے، نہ ان کے مرتبے کو بڑھانا درست ہے اور نہ ہی اسے کم کرنا صحیح ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہو جائے۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے والد پر اور سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت رحمتیں اور بہت سلامتیاں نازل ہوں۔

اے اللہ ہمیں سربلندی نصیب فرما، رسوائی سے محفوظ فرما، ہمیں سرفرازی نصیب فرما، ذلت سے محفوظ فرما، ہمارا ساتھ دے اور ہمارے خلاف دوسروں کا ساتھ نہ دے۔ یا ارحم الراحمین ہماری مدد فرما اور ہمارے خلاف دوسروں کی مدد نہ فرما۔ آمین رب العالمین۔

(بشکریہ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور)